146836-کیا حق پرورش میں باپ پر نانی کو مقدم کیا جائیگا؟

سوال

میری بہن گاڑی کے حادثہ میں وفات پا چکی ہے اور اس کی تین بیٹیاں ہیں سب سے بڑی کی عمر پانچ برس ہے ان بچوں کا حق پرورش کسے حاصل ہے، کیا باپ کو یا کہ نانی کو؟

یہ علم میں رہے کہ اگر نانی کو حق پرورش حاصل ہے تو باپ اس کی شرعی دلیل مانگتا ہے، اس وقت بچیاں اپنی نانی کے ساتھ رہتی ہیں اور ان کا باپ انہیں اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے، حادثہ کے وقت بچوں کا باپ ہی گاڑی چلا رہا تھا تیز رفتاری کی بنا پر حادثہ پیش آیا جس میں میری بہن فوت ہوگئی کیا اس پر دیت لازم آتی ہے یا نہیں اور کیا یہ قتل خطا شمار ہوگا یا نہیں؟

پسندیدہ جواب

اول :

حضانہ : کا معنی یہ ہے کہ چھوٹے بچے کو نقصاندہ چیز سے محفوظ کیا جائے، اور اس کی تربیت و پرورش کرنے کو حضانہ کہا جاتا ہے.

جمہور فقہاء کرام کہتے ہیں کہ اگر ماں فوت ہو جائے یا پھر پرورش کی اہل نہ ہو تو حق پرورش نانی کو حاصل ہو جائیگا چاہے نانی کی ماں یا اس کی ماں ہی کیوں نہ ہو"

دیکھیں : المغنی ابن قدامہ (197/8) اور الموسوعۃ الفقھیۃ (122/15).

لیکن بعض اہل علم کہتے ہیں کہ نانی پر باپ کو مقدم کیا جائیگا، شیخ ابن تیمیہ اور ابن قیم رحمہم اللہ نے یہی اختیار کیا ہے.

ابن قیم رحمہ اللہ نے اس مسئلہ کے اختلاف بڑی شرح و بسط کے ساتھ بیان کرتے ہوئے کہا ہے :

"جب عورتیں بچوں کی تربیت کرنا زیادہ جانتی ہیں، اور انہیں پرورش و تربیت کی زیادہ قدرت ہوتی ہے، اور وہ زیادہ صبر و تحمل اور بچے پر نرمی و رحمدلی کرنے والی ہوتی ہیں اسی لیے انہیں حق پرورش میں باپ پر مقدم کیا گیا ہے.

اور جب مرد حضرات بچے کی مصلحت کے حصول کی زیادہ طاقت رکھتے ہیں، اور بچے کے لیے زیادہ احتیاط والے ہوتے ہیں اس لیے باپ کو ماں پر مقدم کیا گیا ہے، چنانچہ ماں کو حق پرورش میں مقدم کرنا محاسن شریعت میں شامل ہوتا ہے، اور بچوں کے لیے احتیاط اور دیکھ بھال میں شامل ہے، اور باپ کو مال اور شادی کی ولایت میں مقدم کیا گیا ہے.

تو کیا ماں کو ممتا کی وجہ سے باپ پر مقدم کیا گیا ہے یا کہ اس لیے کہ عورتیں باپ کے مقابلہ میں پرورش کے مقاصد میں زیادہ بہتر ہوتی ہیں تو ماں کو مؤنث ہونے کی وجہ سے مقدم کیا گیا ہے ؟

اس کے بارہ میں علماء کے دو قول ہیں : اور یہ دونوں ہی امام احمد رحمہ اللہ کے مذہب میں ہیں، ان کا اثر ماں کے رشتہ داروں پر ماں کے عصبہ کو مقدم کرنے یا اس کے برعکس پر ظاہر ہوتا ہے، مثلا نانی اور دادی اور باپ کی جانب سے بہن، اور خالہ اور پھوپھی، اور ماں کی خالہ اور باپ کی خالہ، اور خالا کی اوپر والی اور ماں کی پھوپھی اور ان میں سے جو باپ کی جانب سے اوپر ہوں.

اس میں امام احمد سے دو روایتیں ہیں : ایک تو یہ ہے کہ ماں کے رشتہ داروں کو باپ کے رشتہ داروں پر مقدم کیا جائیگا، اور دوسری روایت یہ ہے اور یہی دلیل کے اعتبار سے زیادہ صحیح ہے اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی اسے ہی اختیار کیا ہے کہ : باپ کے رشتہ داروں کو مقدم کیا جائیگا.

خرقی رحمہ اللہ اپنی " مختصر " میں یہی بیان کرتے ہوئے کہا ہے : باپ کی جانب سے بہن ماں کی جانب سے بہن اور خالہ سے زیادہ حقدار ہے، اور باپ کی خالہ ماں کی خالہ سے زیادہ حقدار ہے، اس بنا پر دادی نانی پر مقدم ہوگی جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ نے ایک روایت میں بیان کیا ہے.

اور کہتے ہیں : صحیح یہ ہے کہ : برابری کی حالت میں مؤنث کو مقدم کیا جائیگا، جیسا کہ ماں اور باپ میں برابری کی حالت میں ماں کو باپ پر مقدم کیا گیا ہے، چنانچہ برابر ہونے، اور پرورش و تربیت کے اسباب میں عورت کے قوی و ممتاز ہونے کی وجہ سے مذکر کو مؤنث پر مقدم کرنے کی کوئی وجہ نہیں"

اور یہ بھی کہا ہے : اس سلسلہ میں ہمارے استاج شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ایک اور ضابطہ بیان کرتے ہوئے کہا ہے :

" پرورش کے باب کو ضبط کرنے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ : جب حق پرورش ولایت میں شفقت و رحمت اور تربیت و نرمی معتبر شمار ہوتی ہے تو پھر ان صفات میں سب لوگوں سے زیادہ حق تو عورت ہی رکھتی ہے، اور وہ اس کے رشتہ دار ہیں ان میں سے زیادہ قریبی اور جس میں پرورش کی زیادہ صفات پائی جائینگی اسے مقدم کیا جائیگا.

اور اگر ان میں دو یا اس سے زائد جمع ہوں اور ان کا درجہ برابر ہو تو مؤنث کو مذکر پر مقدم کیا جائیگا، اس طرح ماں باپ پر مقدم ہوگی، اور نانی نانے پر اور خالہ ماموں پر اور پھوپھی چچا پر، اور بہن بھائی پر مقدم ہوگی.

اور اگر دونوں ہی مذکر ہوں یا پھر مؤنث ہوں ان میں سے ایک کو قرعہ کے ذریعہ مقدم کیا جائیگا، یعنی درجہ برابر ہونے کی صورت میں قرعہ ڈالا جائیگا، اور بچے سے ان کا درجہ مختلف ہو اور وہ ایک ہی جہت سے ہوں تو بچے سے جو زیادہ قریب ہے اسے مقدم کیا جائیگا، چنانچہ بہن کو بیٹی پر مقدم کیا جائیگا، اور خالہ کو والدین کی خالہ پر...

اور اگر دو جہتوں سے ہوں مثلا ماں اور باپ دونوں کے رشتہ داروں میں سے مثلا پھوپھی اور خالہ، اور ماں کی جانب سے بہن اور ماں کی جانب سے بہن، اور دادی اور نانی، اور باپ کی جانب سے خالہ اور ماں کی جانب سے خالہ، تو اس میں ایک روایت کے مطابق باپ کی جہت کو مقدم کیا جائیگا " انتہی

دیکھیں : زاد المعاد (5 / 451438).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" مؤلف رحمہ اللہ نے جو یہ ترتیب ذکر کی ہے یہ کسی دلیل پر مبنی نہیں اور نہ ہی کسی تعلیل پر اور اس میں کچھ تناقض سا پایا جاتا ہے اور اس پر دل بھی مطمئن نہیں ہوتا، اس لیے پرورش میں ترتیب کے متعلق علماء کرام کے کئی ایک اقوال پائے جاتے ہیں، لیکن ان سب اقوال کی کوئی دلیل نہیں ہے جس پر اعتماد کیا جا سکے.

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ : مطلق طور پر قریبی کو مقدم کیا جائیگا چاہے باپ ہو یا ماں یا پھر ددھیال میں سے یا ننھیال میں سے اور اگر سب برابر ہوں تو عورت کو مقدم کیا جائیگا، اور اگر دونوں مرد ہوں یا عورتیں ہوں تو پھر ایک طرف قرعہ ڈالا جائیگا و گرنہ ددھیال کی جہت کو مقدم کیا جائیگا...

ابن قیم رحمہ اللہ نے اسی ضابطہ کو راجح قرار دیتے ہوئے کہا ہے : یہ ضابطہ اقرب ترین ہے، اس بنا پر ماں اور دادے میں ماں کو مقدم کیا جائیگا، کیونکہ زیادہ قریب ہے، اور باپ اور نانی یہاں باپ کو مقدم کیا جائیگا، کیونکہ یہ زیادہ قریب ہے، ماں اور باپ میں سے ماں کو مقدم کیا جائیگا، کیونکہ یہ دونوں قربت کے اعتبار سے برابر ہیں، یہاں مؤنث کو مقدم کیا جائیگا، دادا اور دادی یہاں دادی کو مقدم کیا جائیگا، ماموں اور خالہ یہاں خالہ مقدم ہوگی، علی ہذا القیاس.

ماں کی جانب سے نانی اور باپ کی جانب سے دادی یہاں مؤلف کی ترتیب کے خلاف شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے قاعدہ اور اصول وضابطہ کے تحت باپ کی جانب سے دادی کو مقدم کیا جائيگا،" انتہی

دیکھیں: الشرح الممتع (536/13).

حاصل یہ ہوا کہ:

یہ مسئلہ اہل علم کے ہاں اختلافی ہے، باپ اور نانی کو بچوں کی مصلحت کو مدنظر رکھتے ہوئے سمجھوتہ کرنا چاہیے اور اگر وہ آپس میں اختلاف کریں تو پھر شرعی عدالت فیصلہ کریگی.

دوم:

اگر تو خاوند نے گاڑی کی رفتار بہت زیادہ تیز کر کے کوتاہی کا ارتکاب کیا کہ اس رفتار میں حادثہ کی صورت میں گاڑی پر کنٹرول نہیں کیا جا سکتا تھا تو حادثہ کا سبب خاوند ہے، اور جو کچھ تلف ہوا خاوند ہی اس کی ادائیگی کریگا، اس طرح حادثہ میں ہر فوت ہونے والے شخص کے قتل خطا کا کفارہ ادا کرنا ہوگا، اسی طرح اگر میت کے ورثاء دیت کا مطالبہ کرتے ہیں تو وہ دیت ادا کریگا، لیکن دیت اس کے عصبہ پر ہوگی کیونکہ یہ قتل خطا ہے، اور اگر وہ ادا نہیں کر سکتے تو پھر خاوند پر ادا کرنا واجب ہوگی.

کیا تیز رفتاری حادثہ کا سبب تھی یا نہیں اس کے لیے تجربہ کار لوگوں سے دریافت کیا جائے.

شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" محمد بن ابراہیم کی جانب سے جناب شرعی عدالت عرعر کے رئیس کی جانب:

محترم جناب والا:

السلام علیکم ورحمہ اللہ وبرکاتہ.

وبعد:

ہمارے پاس آپ کا لیٹر نمبر (125) بتاریخ (1383/2/19) جس میں گاڑی کے حادثہ کے متعلق پوچھا گیا ہے کہ قصیم کے راستے میں گاڑی الٹنے سے ایک شخص فوت ہوگیا اور دوسرے کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں، ڈرائیور کہتا ہے کہ:

حادثہ کا سبب گاڑی کا اگلا ٹائر پنکچر ہونا تھا، وگرنہ میں نے ساٹھ سے زائد رفتار نہیں رکھی تھی اور بریک بھی صحیح تھیں اور ڈرائیور بھی ماہر تھا... الخ

جواب:

وحدہ:

اصل میں ڈرائیور کا بری الذمہ ہونا ہے، اگر تو یہ ثابت ہو جائے کہ ڈرائیور کی کوتاہی اور قصور تھا مثلا رفتار زائد تھی یا پھر بریک میں خلل تھا، یا ٹائر خراب تھے یا گاڑی اوور لوڈ تھی تو پھر اس میں ڈرائیور کی کوتاہی وقصور ہے، وگرنہ ان کے لیے اس پر سوائے قسم کے کچھ نہیں" انتہی

دیکھیں: فتاوی الشیخ محمد بن ابراہیم (278/11).

مزید آپ سوال نمبر (93687) کے جواب کا بھی مطالعہ کریں.

واللہ اعلم.